# اِیُذَانُ الْاَجُرِ
# فِیُ اَذَانِ الْقَبُرِ

(قبر پر اذان پکارنا)

مصنّف

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب وتخریج

منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

A-977' بلاک بی III' گجرپورہ سکیم لاہور 6823128

WWW.SEEDHARASTAH.COM

# اِیْذَانُ الْاَجْرِ فِیْ اَذَانِ الْقَبْرِ

## (دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتویٰ)

**مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ دفن کے وقت جو اذان قبر پر کہی جاتی ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا

## فتویٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاَذَانَ عَلَمَ الْاِیْمَانِ وَسَبَبُ الْاَمَانِ وَسَکِیْنَۃُ الْجَنَانِ وَمَنْفَاۃُ الْاَحْزَانِ وَمَرْضَاۃُ الرَّحْمٰنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَانُ الْاَکْمَلَانُ عَلٰی مَنْ رَفَعَ اللّٰهُ ذِکْرَہٗ وَاَعْظَمَ قَدْرَہٗ فَبِذِکْرِہٖ زَانَ کُلَّ خُطْبَۃٍ وَاَذَانٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الذَّاکِرِیْنَ اِیَّاہُ مَعَ ذِکْرِ مَوْلَاہُ فِی الْحَیٰوۃِ وَالْمَوْتِ وَالْوِجْدَانِ وَالْفَوْتِ وَکُلِّ حِیْنٍ وَاٰنٍ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سَیِّدُ الْاِنْسِ وَالْجَانِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْمَرْضِیِّیْنَ لَدَیْہِ مَا اَذِنَ اُذُنٌ لِصَوْتِ اَذَانٍ قَالَ الْفَقِیْرُ عَبْدُالْمُصْطَفٰی اَحْمَدَ رَضَا الْمُحَمَّدِیُّ السُّنِّیُّ الْحَنَفِیُّ الْقَادِرِیُّ الْبَرَکَاتِیُّ الْبَرِیْلَوِیُّ سَقَاہُ الْمُجِیْبُ مِنْ کَاسِ الْحَبِیْبِ عَذْبًا فُرَاتًا وَجَعَلَہٗ مِنَ الَّذِیْنَ ھُمْ اَھْلِ الْاِیْمَانِ وَالصَّلٰوۃِ وَالْاَذَانِ اَحْیَاءً وَاَمْوَاتًا اٰمِیْنَ اِلٰہُ الْحَقِّ اٰمِیْنَ

"تمام تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے جس نے اذان کو ایمان کی علامت، سببِ امان، دِلوں کا سکون، غموں کا ازالہ اور رحمان کی رضا کا ذریعہ بنایا، صلاۃ و سلام کاملہ تامہ ہو اُس ذات پر جس کا ذکر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بلند فرمادیا اور اُس کے مرتبہ کو عظیم کیا۔ چنانچہ اُن کے ذکر سے ہر خطبہ اور اذان کو زینت بخشی اور آپ

WWW.SEEDHARASTAH.COM

ﷺ کی آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر جو موت وحیات، وجدان وفوت غرضیکہ ہر وقت اپنے رب کریم کے ذکر کے ساتھ اپنے آقا ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ حنان ومنان کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور انس وجن کے سردار نبی کریم ﷺ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے برگزیدہ بندے اور رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جو کہ پسندیدہ ہیں سب پر اُس وقت تک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رحمتیں ہوں جب تک کان اذان کی آواز سنتے رہیں۔ فقیر عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی دُعا کرتا ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے اپنے حبیب ﷺ کے حوضِ کوثر سے سیراب کرے اور اُسے اُن لوگوں میں سے کردے جو موت وحیات میں اِیمان‘ نماز اور اَذان والے ہیں۔ آمین الہ الحق آمین!

## الجواب

بعض علمائے دین نے میّت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنّت فرمایا۔ امام ابنِ حجر مکی وعلامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحبِ دُرمختار علیہم رحمۃ الغفار نے اُن کا یہ قول نقل کیا:

**اَمَّا الْمَکِّیُّ فَفِیْ فَتَاوَاہُ وَفِیْ شَرْحِ الْعُبَابِ وَعَارَضَ وَاَمَّا الرَّمْلِیُّ فَفِیْ حَاشِیَۃِ الْبَحْرِ الرَّائِقِ وَمَرَضَ**

”مکی نے اپنے ”فتاویٰ“ اور ”شرح العباب“ میں نقل کیا اور اُس نے معارضہ کیا، رملی نے حاشیہ البحر الرائق میں نقل کیا اور اِسے کمزور کہا“۔

حق یہ ہے کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی ہے۔ ہرگز شرع مطہر سے اِس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس اَمر سے شرع منع نہ فرمائے‘ اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا۔ قائلانِ جواز کے لئے اِسی قدر کافی ہے۔ جو مدعی ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعویٰ ثابت کرے‘ پھر بھی مقامِ تبرع میں آکر فقیر غفر اللہ تعالیٰ بدلائل کثیرہ اُس کی اصل شرعِ مطہر سے نکال سکتا ہے۔ جنہیں بقانونِ مناظرہ اسانید سوال کیجئے **فَاَقُوْلُ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَبِہِ الْوُصُوْلُ اِلٰی ذُرَی التَّحْقِیْقِ**

## پہلی دلیل:

وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور سوالِ نکیرین ہوتے ہیں، شیطان رجیم (کہ اللہ عزوجل، صدقہ اپنے محبوب کریم ﷺ کا ہر مسلمان مرد و زن کو حیات و ممات میں اُس کے شر سے محفوظ رکھے) وہاں بھی خلل انداز ہوتا ہے اور جواب میں بہکاتا ہے۔ **وَالْعِیَاذُ بِوَجْهِ الْعَزِیْزِ الْکَرِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ**۔ حضرت امام ترمذی محمد بن علی رحمہ اللہ تعالیٰ "نوادر الاصول" میں امام اجل سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں۔

**اِذَا سُئِلَ الْمَیِّتُ مَنْ رَّبُّکَ؟ تَرَاٰی لَهُ الشَّیْطَانُ فِیْ صُوْرَتٍ فَیُشِیْرُ اِلٰی نَفْسِهٖ اَیْ اَنَا رَبُّکَ**[۱] **فَلِهٰذَا وَرَدَ سُوَالُ التَّثْبِیْتِ لَهٗ حِیْنَ یُسْئَلُ** یعنی "جب مُردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اُس پر ظاہر ہوتا ہے اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا رب ہوں، اِس لئے حکم آیا کہ میّت کے لئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دُعا کریں"۔

حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

**وَیُؤَیِّدُهٗ مِنَ الْاَخْبَارِ قَوْلُ النَّبِیِّ ﷺ عِنْدَ دَفْنِ الْمَیِّتِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلَوْلَمْ یَکُنْ لِلشَّیْطَانِ هُنَاکَ سَبِیْلٌ مَا دَعَا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِکَ**[۲] یعنی "وہ حدیثیں جو اِس کی مؤید ہیں جن میں وارد ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ میّت کو دفن کرتے وقت دُعا فرماتے ہیں: الٰہی! اِسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضورِ اقدس ﷺ یہ دُعا کیوں فرماتے؟

اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے، صحیح بخاری و صحیح

---

[۱] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الاصل التاسع والاربعون والمائتان الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳۔ [۲] ایضاً۔ نوٹ: یہ دونوں عبارتیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بالمعنیٰ نقل کی ہیں، اس لئے الفاظ میں کافی تغیر و تبدل ہے، پہلی عبارت درست کردی ہے، دوسری عبارت اِس طرح ہے: **فَلَوْ لَمْ یَکُنْ لِلشَّیْطَانِ هُنَاکَ سَبِیْلٌ مَا کَانَ لِیَدْعُوْلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَنْ یُّجِیْرُهٗ مِنَ الشَّیْطَانِ**۔

مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ وَلَہٗ حُصَاصٌ** [۳] "جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان پیٹھ پھیرتا ہوا گوز زناں بھاگتا ہے"۔

صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے واضح ہے کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے۔[۴] اور خود حدیث شریف میں حکم آتا ہے کہ جب شیطان کا کھٹکا ہو، فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہوجائے گا۔[۵] **اَخْرَجَہُ الْاِمَامُ اَبُو الْقَاسِمِ سُلَیْمٰنُ بْنُ اَحْمَدَ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ اَوْسَطِ مُعْجَمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ** رضی اللہ عنہ (اِسے حضرت امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے المعجم الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔) ہم نے اپنے رسالہ **نَسِیْمُ الصَّبَا فِیْ اَنَّ الْاَذَانَ یُحَوِّلُ الْوَبَا** (صبح کی خوشگوار ہوا اِس بارے میں کہ اذان سے وبا دُور ہوجاتی ہے۔) میں اِس مطلب پر بہت احادیث مبارکہ نقل کیں، اور جب ثابت ہوگیا کہ وہ وقت عیاذاً باللہ مداخلت شیطان لعین کا ہے اور اِرشاد ہوا کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور اِس میں حکم آیا کہ اُس کو دفع کرنے کے لئے اذان کہو تو یہ اذان خاص حدیثوں سے مستنبط بلکہ عین ارشادِ شارع کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد واعانت ہوئی جس کی خوبیوں سے قرآن مجید وحدیث مبارکہ مالا مال ہیں۔

## دوسری دلیل:

حضرت اِمام احمد وطبرانی وبیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی: **قَالَ لَمَّا دُفِنَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ (زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ) وَسُوِّیَ عَلَیْہِ سَبَّحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَبَّحَ النَّاسُ مَعَہٗ طَوِیْلًا ثُمَّ کَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ ثُمَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ سَبَّحْتَ (زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ) ثُمَّ کَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَایَقَ عَلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ**

[۳] صحیح مسلم باب فضل الاذان وھرب الشیطان عند سماعہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۷، [نسائی حدیث نمبر ۶۷۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۹۴۶، ۲۰۹۴۳ (ادارہ)] [۴] ایضاً۔ [۵] معجم اوسط حدیث نمبر ۷۴۳۲، مکتبۃ المعارف الریاض ۸/۲۱۰۔

WWW.SEEDHARASTAH.COM

قَبرُہٗ حتّٰی فَرَّجَ اللّٰہُ تعالٰی عَنہُ۔٦؎ یعنی ”جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہتے رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اول تسبیح پھر تکبیر کس لئے فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا: اِس نیک مرد پر اُس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالٰی) نے وہ تکلیف اُس سے دُور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔

علامہ طیبی علیہ الرحمہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: اَیْ مَازِلْتُ اُکَبِّرُ وَتُکَبِّرُوْنَ وَاُسَبِّحُ وَتُسَبِّحُوْنَ حَتّٰی فَرَّجَہُ اللّٰہُ ۷؎ یعنی ”حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالٰی) نے اُس کی تنگی سے انہیں نجات بخشی“۔

## اقول:

اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میّت پر آسانی کے لئے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو یہ عینِ سُنّت ہوا، غایت یہ کہ اذان میں اِس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سواُن کی زیادت نہ معاذ اللہ کچھ مضر نہ اِس امرِ مسنون کے منافی بلکہ زیادہ مفید ومؤید مقصود ہے کہ رحمتِ الٰہی اتارنے کے لئے ذکرِ خدا کرنا تھا۔ دیکھو یہ بعینہٖ وہ مسلک نفیس ہے جو دوبارہ تلبیہ اجلہ صحابہ عظام مثل حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر وحضرت عبداللہ بن مسعود وحضرت امام حسن مجتبٰے

---

٦؎ مسند احمد بن حنبل عن مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مطبوعہ دار الفکر بیروت ٣/٣٧٧۔٣٦٠، [مشکوٰۃ حدیث نمبر ١٣٥، مرقاۃ جلد١ ص ٣٣٠، المعجم الکبیر للطبرانی ٦ ص ١٥، مجمع الزوائد جلد٣ ص ٤٦، البدایۃ والنہایۃ جلد٤ ص ١٢٨، (ادارہ)]۔ ٧؎ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث مِن اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ١/٢١١، [مرقاۃ جلد١ ص ٣٣٠، مطبوعہ مکتبہ السیدیہ کوئٹہ بلوچستان (ادارہ)]۔

وغیرہم رضی اللہ عنہم کو ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا، ہدایہ شریف میں ہے:

**لَا یَنۡبَغِیۡ اَنۡ یَخِلَّ بِشَیۡءٍ مِنۡ هٰذِهِ الۡکَلِمَاتِ لِاَنَّهٗ هُوَ الۡمَنۡقُوۡلُ فَلَا یَنۡقُصُ عَنۡهُ وَلَوۡ زَادَ فِیۡهَا جَازَ لِاَنَّ الۡمَقۡصُوۡدَ الثَّنَآءُ وَاِظۡهَارُ الۡعُبُوۡدِیَّةِ فَلَا یَمۡنَعُ مِنَ الزِّیَادَةِ عَلَیۡهِ اھ مُلَخِّصاً** ۸

''یعنی اِن کلمات میں کمی نہ چاہئے کہ یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں تو اُن سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں''۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے رسالہ **صفائح الجین فی کون التصافح بکفی الیدین وغیرھا** رسائل میں اِس مطلب کی قدرے تفصیل کی۔

## تیسری دلیل:

بالاتفاق سُنّت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں مثبت کہ میّت کے پاس حالتِ نزع میں کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰه)** کہتے رہیں کہ اُسے سن کر یاد ہو حدیث متواتر میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لَقِّنُوۡا مَوۡتَاکُمۡ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ۹ (اپنے مُردوں کو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** سکھاؤ)

اِسے امام احمد، مسلم، ابوداوٗد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مردہ ہے اور اُسے کلمۂ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بحول اللہ تبارک وتعالیٰ خاتمہ اِسی پاک کلمے پر ہو اور شیطان لعین کے بھلانے میں نہ

---

۸ الهدایۃ باب الاحرام مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۲۱۷/۱۔ ۹ سنن ابی داوٗد باب فی التلقین آفتاب عالم پریس لاہور ۸۸/۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۱۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۴۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۳۸۳، مسلم جلد۱ ص ۳۰۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ ص ۲۳۳، مجمع الزوائد جلد۲ ص ۳۲۳، مرقاۃ جلد۴ ص ۴۷، ترمذی حدیث نمبر ۹۷۶، نسائی حدیث نمبر ۱۸۲۶، مسند احمد جلد۳ ص ۳، قرطبی جلد۲ ص جزء۴ حدیث نمبر ۲۹۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۱۶۰ (ادارہ)۔

آئے اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مردہ ہے اور اُسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت ہے کہ بعون اللہ تبارک وتعالیٰ جواب یاد ہو جائے اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے اور بے شک اذان میں یہی کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تین جگہ موجود ہے بلکہ اِس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں۔ اُن کے سوال تین ہیں: مَنْ رَّبُّکَ؟ [۱۰] ''تیرا رب کون ہے؟'' مَا دِیْنُکَ؟ [۱۱] ''تیرا دین کیا ہے؟'' مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ [۱۲] تو اِس مرد (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ اب اذان کی ابتداء میں اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور آخر میں اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سوال، مَنْ رَّبُّکَ؟ کا جواب سکھائیں گے اِن کے سننے سے یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہے اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سوال، مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ کا جواب تعلیم کریں گے۔ میں اِنہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا رسول جانتا تھا اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیِّ عَلَی الْفَلَاحِ جواب مَا دِیْنُکَ کی طرف اشارہ کریں گے میرا دین وہ تھا جس میں نماز دین کا ستون ہے کہ اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّیْنِ [۱۳] تو بعد دفن، اذان دینا عین ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ صحیح متواتر مذکور میں فرمایا: اَب یہ کلام سماعِ موتی و تلقینِ اموات کی طرف منجر ہوگا۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ خاص اِس مسئلہ میں کتاب مَبْسُوْطٌ مُّسَمّٰی بِهٖ ''حَیَاةُ الْمَوَاتِ فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ الْاَمْوَاتِ'' تحریر کر چکا ہے جس میں پچھتّر (۷۵) حدیثوں اور پونے چار سو (۳۷۵) اقوالِ ائمہ دین وعلمائے کاملین وخود بزرگانِ منکرین سے ثابت کیا کہ مردوں کا سننا دیکھنا سمجھنا قطعاً حق ہے اور اِس پر اہل سُنّت و جماعت کا اجماع قائم اور اِس کا غبی جاہل انکار کرے گا مگر یا معاند مبطل۔ اور اُسی کی چند فصول

---

[۱۰] مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من اثبات عذاب القبر مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۲۵۔

[۱۱] کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال کتاب الصلاۃ مکتبہ التراث الاسلامی بیروت ۷/۲۸۴۔

[۱۲] معجم اوسط حدیث نمبر ۸۵۶۴ مکتبہ المعارف ریاض ۹/۲۵۹۔ [۱۳] الکامل فی الصعفاء الرجال از من اسمہ عبد اللہ بن لہیعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ۴/۱۴۶۹۔

میں بحث تلقین بھی صاف صاف بیان کردی یہاں اُس کے اِعادہ کی حاجت نہیں۔

## چوتھی دلیل:

حضرت ابویعلی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں، حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِطْفُوا الْحَرِيْقَ بِالتَّكْبِيْرِ [۱۴] ''آگ کو تکبیر سے بجھاؤ''۔

ابن عدی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور وہ اور ابن السنی و ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِذَا رَأَيْتُمُ الْحَرِيْقَ فَكَبِّرُوْا فَاِنَّهٗ يُطْفِئُ النَّارَ [۱۵] ''جب تم آگ کو دیکھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے''۔

علامہ مناوی تو تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں: فَكَبِّرُوْا اَىْ قُوْلُوْا اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَكَرِّرُوْهُ كَثِيْرًا [۱۶] ''فکبروا'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کثرت کے ساتھ بار بار کہو''۔

مولانا علی قاری علیہ الرحمہ الباری اُس حدیث کی شرح میں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے، لکھتے ہیں: اَلتَّكْبِيْرُ عَلٰى هٰذَا الْاِطْفَاءِ الْغَضَبِ الْاِلٰهِىْ وَلِهٰذَا وَرَدَ اِسْتِحْبَابُ التَّكْبِيْرِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْحَرِيْقِ [۱/۱۶] ''اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضبِ الٰہی کے بجھانے کو ہے لہٰذا آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری''۔ (یعنی آگ لگی دیکھیں تو دیر تک تکبیر پڑھنا مستحب ہے)

''وسیلۃ النجاۃ'' میں ''حیرۃ الفقہ'' سے منقول:

حکمت در تکبیر آنست براہلِ گورستان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ است اِذَا رَأَيْتُمُ الْحَرِيْقَ فَكَبِّرُوْا چوں آتش در جائے افتد واز دست شما بر نیاید کہ بنشانید

---

[۱۴] مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۳۸، کشف الخفاء للعجلونی جلد ۱ ص ۱۵۰۔ [۱۵] کشف الخفاء جلد ۱ ص ۹۳، ابن السنی حدیث نمبر ۲۸۹، ۲۹۲، میزان الاعتدال حدیث نمبر ۴۵۳۰۔ [۱۶] التیسیر شرح جامع الصغیر زیر حدیث مذکور مکتبہ امام شافعی ریاض سعودیہ ۱/۱۰۰۔ [۱/۱۶] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث من باب اثبات عذاب القبر مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/۲۱۱۔

تکبیر بگوئید کہ آتش بہ برکت آں تکبیر فرونشیند چوں عذابِ قبر با آتش ست و دست شما بآں نمیرسد تکبیر میباید گفت تا مردگان از آتش دوزخ خلاص یابند ۱۶/۲

"اہلِ قبرستان پر تکبیر کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: "اِذَا رَأَیْتُمُ الْحَرِیْقَ فَکَبِّرُوْا" یعنی جب تم کسی جگہ آگ بھڑکتی ہوئی دیکھو اور تم اُسے بجھانے کی طاقت نہ رکھتے ہو، تو تکبیر کہو کہ اِس تکبیر کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ جائے گی چونکہ عذابِ قبر بھی آگ کے ساتھ ہوتا ہے اور اُسے تم اپنے ہاتھوں سے بجھانے کی طاقت نہیں رکھتے' لہٰذا اللہ (تبارک وتعالیٰ کا نام لو (یعنی تکبیر کہو) تا کہ فوت ہونے والے لوگ دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں"۔

یہاں سے بھی ثابت ہے کہ قبر مسلم پر تکبیر کہنا فر سُنّت ہے' تو یہ اذان بھی قطعاً سُنّت پر مشتمل اور زیادات مفیدہ کا مانع سُنّیت نہ ہونا تقریرِ دلیل نمبر دو سے ظاہر۔

## پانچویں دلیل:

امام ابن ماجہ وبیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: **قَالَ حَضَرْتُ ابْنُ عُمَرَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَلَمَّا وَضَعَهَا فِی اللَّحْدِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا اُخِذَ فِیْ تَسْوِیَۃِ اللَّحْدِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا مُخْتَصَرٌ** ۱۷ یعنی "میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب اُسے (یعنی میّت کو) لحد میں رکھا تو فرمایا: **بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ** جب لحد برابر کرنے لگے تو کہا الٰہی! اِسے شیطان سے بچا اور عذابِ قبر سے اَمان دے، پھر فرمایا: میں نے اِسے رسولِ کریم ﷺ سے سنا:۔

اِمام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسند جیّد حضرت عمرو بن مرہ تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں: **کَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اِذَا وَضَعَ الْمَیِّتَ فِی**

---

۱۶/۲ وسیلۃ النجاۃ۔ ۱۷ سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی ادخال المیت القبر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۲۔

**اللَّحدِ اَن یَّقُولُوا اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ** ۱۸ یعنی ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین عظام رحمہم اللہ تعالٰی مستحب جانتے تھے کہ جب میّت کو لحد میں رکھا جائے تو دُعا کریں الٰہی! اسے شیطان رجیم سے پناہ دے“۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالٰی اُستاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنّف میں حضرت خثیمہ سے روایت کرتے ہیں: **کَانُوا یَسْتَحِبُّوْنَ اِذَا وَضَعُوا الْمَیِّتَ اَنْ یَّقُوْلُوْا بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ** ۱۹ ”مستحب جانتے تھے کہ جب میّت کو دفن کریں تو یوں کہیں اللہ (تبارک وتعالٰی) کے نام سے اور اللہ (تبارک وتعالٰی) کی راہ میں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، الٰہی! اِسے عذابِ قبر و عذابِ دوزخ اور شیطانِ ملعون کے شر سے پناہ بخش“۔

اِن حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اِس وقت عیاذاً باللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے۔ یونہی یہ بھی واضح ہوا کہ اُس کے دفع کی تدبیر سنّت ہے کہ دُعا نہیں مگر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیل اوّل سے واضح ہے کہ اذان دفع شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصودِ شارع کے مطابق اور اپنی نظیر شرعی سے موافق ہوئی۔

## چھٹی دلیل:

ابوداؤد و حاکم و بیہقی رحمہم اللہ تعالٰی امیر المومنین (حضرت) عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: **کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْہِ قَالَ اَسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَسَلُوْا لَہٗ بِالتَّثَبُّتِ فَاِنَّہُ الْاٰنَ یُسْاَلُ** ۲۰ ”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دفن میّت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور اِرشاد فرماتے اپنے بھائی کے لئے اِستغفار کرو اور اِس کے لئے جوابِ

---

۱۸ نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳۔ ۱۹ المصنف ابن ابی شیبہ ما قالوا اذا وضع المیت فی قبرہ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳/۳۲۹۔ ۲۰ سنن ابوداؤد باب استغفار عند القبر للمیت مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۱۰۳، [مستدرک حاکم جلد ا حدیث نمبر ۱۳۷۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۳، مرقاۃ جلد ا ص ۳۲۷، ابن السنی حدیث نمبر ۵۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۶۰، ۴۲۳۸۸ (ادارہ)]۔

نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دُعا مانگو کہ اَب اِس سے سوال ہوگا۔

حضرت سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راویت کرتے ہیں: قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقِفُ عَلَی الْقَبْرِ بَعْدَ مَا سِوٰی عَلَیْہِ فَیَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ نَزِّلْ بِکَ صَاحِبُنَا وَخَلْفَ الدُّنْیَا خَلْفَ ظَھْرِہٖ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ عَنْدَ الْمَسْأَلَۃِ مَنْطِقَۃً وَلَا تَبْتِلَۃً فِیْ قَبْرِہٖ بِمَا لَا طَاقَۃَ لَّہٗ بِہٖ [۲۱] ''یعنی جب مردہ دفن ہوکر قبر درست ہوجاتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہوکر دُعا کرتے الٰہی! ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا۔ الٰہی! سوال کے وقت اِس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اِس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اِسے طاقت نہ ہو''۔

اِن حدیثوں اور اَحادیث دلیل پنجم وغیرہ سے ثابت ہوا کہ دفن کے بعد دُعا سنّت ہے۔ امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دُعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانۂ شاہی پر میّت کی شفاعت وعذر خواہی کے لئے حاضر ہوا اور اب قبر پر کھڑے ہوکر دُعا کرنا یہ اُس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میّت کی مشغول کا ہے کہ اُسے اُس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے۔ [۲۲] نَقَلَہُ الْمَوْلٰی جَلَالُ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ السَّیُوْطِی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ شَرْحِ الصُّدُوْرِ (حضرت) (امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے اِسے ''شرح الصدور'' میں نقل کیا ہے۔) اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحبابِ دُعا کا عالم میں کوئی عام عالم منکر ہو۔ امام آجری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: یُسْتَحَبُّ الْوُقُوْفُ بَعْدَ الدَّفْنِ قَلِیْلًا وَالدُّعَاءُ لِلْمَیِّتِ [۲۳] ''مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میّت کے لئے دُعا کریں''۔

اِسی طرح ''اذکارِ'' امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ و''جوہرہ نیّرہ'' و''درمختار'' و''فتاویٰ عالمگیری'' وغیرہا اسفار میں ہے' طرفہ یہ کہ امام ثانی منکرین یعنی مولوی اسحاق

---

[۲۱] الدرالمنثور زیر آیت ویثبت اللہ الذین امنوا الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ قم ایران ۸۳/۴۔ [۲۲] نوادرالاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون المائتان مطبوعہ دارصادر بیروت ص ۳۲۳۔ [۲۳] ایضاً۔

صاحب دہلوی نے ''مائۃ مسائل'' میں اِسی سوال کے جواب میں کہ ''دفن قبر پر اذان کیسی ہے ''فتح القدیر'' و ''بحر الرائق'' و ''نہر الفائق'' و ''فتاویٰ عالمگیریہ'' سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دُعا سُنّت سے ثابت ہے اور براہِ بزرگی اتنا نہ جانا کہ اذان خود دُعا بلکہ بہترین دُعا سے ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی ہے اور ہر ذکرِ الٰہی دُعا، تو وہ بھی اِسی سُنّت ثابتہ کی ایک فرد ہوئی پھر سنیّت مطلق سے کراہت فرد پر استدلال عجب تماشا ہے۔ مولانا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ ''الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں: **كُلُّ دُعَاءٍ ذِكْرٌ وَ كُلُّ ذِكْرٍ دُعَاءٌ** ۲۴ ''ہر دُعا ذکر ہے اور ہر ذکر دُعا ہے''۔

رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں: **اَفْضَلُ الدَّعَآءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** ۲۵

''سب دُعاؤں سے افضل دُعا، الحمد للہ ہے''۔

اِسے ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کر کے حسن قرار دیا، امام نسائی، امام ابنِ حبان اور امام حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے۔

صحیحین میں ہے، ایک سفر میں لوگوں نے باآوازِ بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو **اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا** ۲۶ ''تم کسی بہرے یا غائب سے دُعا نہیں کرتے، سمیع بصیر سے دُعا کرتے ہو''۔

دیکھو حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی تعریف اور خاص کلمہ ''اللہ اکبر'' کو دُعا فرمایا تو اذان کے بھی ایک دُعا اور فردِ مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔

## ساتویں دلیل:

یہ تو واضح ہو گیا کہ بعد دفنِ میّت کے لئے دُعا سُنّت ہے۔ اور علماء فرماتے

---

۲۴ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب التسبیح مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۱۲/۵۔ ۲۵ جامع الترمذی باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۷۴/۲، [ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۰۰، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۵، ابن حبان حدیث نمبر ۲۳۲۶ (ادارہ)]۔ ۲۶ مسلم باب خفض الصوت بالذکر قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۶/۲، [مسند احمد جلد ۲ ص ۳۹۴، ۴۰۲، ۴۱۸، قرطبی جلد ۴ جز ۷ ص ۲۲۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۲۸۸ (ادارہ)]۔

ہیں آدابِ دُعا سے ہے کہ اُس سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے، امام شمس الدین محمد بن الجزری رحمہ اللہ تعالیٰ کی حصن حصین شریف میں ہے:- **اٰدَابُ الدُّعَاءِ مِنهَا تَقدِيمُ عَمَلٍ صَالِحٍ وَذِكرُهُ عِندَ الشِّدَّةِ** ٢٦/١ ''آدابِ دُعا میں سے ہے کہ اس سے پہلے عملِ صالحین ہو اور ذکرِ الٰہی مشکل وقت میں ضرور کرنا چاہیئے''۔ مسلم، ترمذی، ابوداؤد۔

علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ حرزِ ثمین میں فرماتے ہیں: یہ ادب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کی، ثابت ہے اور شک نہیں کہ اذان بھی عملِ صالح ہے تو دُعا پر اُس کی تقدیم مطابق مقصود ہوئی۔

## آٹھویں دلیل:

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ثِنتَانِ لَا تَرُدُّ الدُّعَآءُ عِندَ النِّدَآءِ وَعِندَ البَاسِ** ٢٧ ''دو دُعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے لڑائی شروع ہو۔'' اسے ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اِذَا نَادَی المُنَادِی فُتِحَت اَبوَابُ السَّمَآءِ وَاستُجِیبَ الدُّعَا** ٢٨ ''جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے' آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے''۔

یہ روایت ابویعلی اور حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابوداؤد طیالسی اور ابویعلی اور ضیاء الدین نے المختارہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سندِ صحیح کے ساتھ بیان کی ہے۔

---

٢٦/١ حصن حصین آداب الدعاء نولکشور لکھنؤ ص ١٤۔ ٢٧ مستدرک حاکم لا یرد الدعاء عندالاذان وعند الباس مطبوعہ دارالفکر بیروت ١٩٨/١ [ابوداؤد حدیث نمبر ٢٥٤٠' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ١ ص ٣٦٠' ٤٠٠' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ٦ ص ١٦٦' مشکوٰۃ حدیث نمبر ٦٧٢' الترغیب والترہیب جلد ٢ ص ٤٩٥' کنز العمال حدیث نمبر ٣٣٤٣٧' ٣٣٤٣٨' درمنثور جلد ٣ ص ١٨٩' دارمی حدیث نمبر ١٢٠٠ (ادارہ)]۔ ٢٨ مستدرک حاکم اجابة الاذان والدعاء بعدہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ٥٤٦/١' مجمع الزوائد جلد ١ ص ٣٣٤' شرح السنة جلد ٢ ص ٧٧' کنز العمال حدیث نمبر ٢٠٩٢٠' ٣٣٤٤٢' کتاب السنی حدیث نمبر ٩٦۔

اِن حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اذان اسباب اِجابتِ دُعا سے ہے اور یہاں دُعا شارع جل وعلا کو مقصود تو اُس کے اسباب اِجابت کی تحصیل قطعاً محمود۔

## نویں دلیل:

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **یَغْفِرُ اللّٰہُ لِلْمُؤَذِّنِ مُنْتَھٰی اِذَانِہٖ وَیَسْتَغْفِرُ لَہٗ کُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ سَمِعَ صَوْتَہٗ** ۲۹ ''اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کے لئے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر و خشک چیز کو اِس کی آواز پہنچتی ہے' اذان دینے والے کے لئے استغفار کرتی ہے''۔

اِسے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے سندِ صحیح کے ساتھ تخریج کیا اور یہ الفاظ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بزار رحمہ اللہ تعالیٰ نے (مسند بزار) اور طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا' اور اِس کی مثل اِمام احمد' ابو داؤد' نسائی' ابن ماجہ' ابن خزیمہ اور ابن حبان رحمہم اللہ تعالیٰ نے حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اِس کا ابتدائی حصّہ اِمام احمد اور نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سندِ حسن اور جیّد کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اور امام طبرانی رضی اللہ عنہ نے معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

یہ پانچ حدیثیں اِرشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعثِ مغفرت ہے اور بے شک مغفور کی دُعا زیادہ قابل قبول واقرب بَاِجابت ہے، اور خود حدیث میں وارد ہے کہ مغفوروں سے دُعا منگوانی چاہئے، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: **اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ** ۳۰ ''جب تو حاجی سے ملے' اُسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل

---

۲۹ مسند امام احمد بن حنبل عن مسند عبداللہ بن عمر مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/۱۳۶' ۴۶۱' [کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۶۴' شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۱۸۶۴ (ادارہ)]۔ ۳۰ مسند امام احمد بن حنبل مرویات مطبوعہ دار الفکر بیروت جلد ۲ ص ۱۲۸' [مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۵۳۸' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۶' کنز العمال حدیث نمبر ۱۱۸۲۳' کشف الخفاء جلد ۲ ص ۵۴۸' مرقاۃ جلد ۵ ص ۴۴۵ (ادارہ)]۔

اِس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہوا اُس سے اپنے لئے اِستغفار کرا کہ وہ مغفور ہے“۔

پس اگر اہل اِسلام بعد دفنِ میّت اپنے میں کسی بندۂ صالح سے اذان کہلوائیں تاکہ بحکم اَحادیثِ صحیحہ انشاء اللہ تعالیٰ اُس میّت کے گناہوں کی مغفرت ہو پھر میّت کے لئے دُعا کرے مغفور کی دُعا میں زیادہ رجائے اَجابت ہو تو کیا گناہ ہوا بلکہ عین مقاصدِ شرع سے مطابق ہوا۔

## دسویں دلیل:

اذان ذکرِ الٰہی ہے اور ذکرِ الٰہی دافع عذاب ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **مَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مَنْ ذِکْرُ اللّٰہِ** [٣١] ”کوئی چیز ذکرِ خدا سے زیادہ عذابِ خدا سے نجات بخشنے والی نہیں“۔

اِسے اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور خود اذان کی نسبت وارد ہے کہ جہاں کہی جاتی ہے وہ جگہ اُس دن عذاب سے مامون ہو جاتی ہے، امام طبرانی ”معاجیم ثلثہ“ میں (حضرت) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَۃٍ اَمَنَہَا اللّٰہُ مِنْ عَذَابِہٖ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَشَاھِدُہٗ عِنْدَہٗ فِی الْکَبِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ مُعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ** رضی اللہ عنہ۔ [٣٢] ”جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس دن اُسے اپنے عذاب سے اَمن دے دیتا ہے اور اِس کی شاہد وہ روایت ہے جو معجم کبیر میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے“۔

---

[٣١] مسند احمد بن حنبل مرویات حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ٢٣٩/٥، درمنثور جلد اص ١٥٠۔ نوٹ: ابن ابی الدنیا اور بیہقی کے الفاظ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں ہی مروی ہیں جبکہ احمد بن حنبل کے الفاظ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہیں۔ ما عمل آدمی عملا قط انجی له من عذاب الله من ذکر الله الخ۔ [٣٢] المعجم الکبیر مرویات انس بن مالک حدیث نمبر ٧٤٦ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ٢٥٧/١، [الترغیب والترہیب جلد اص ١٨٢، تلخیص الحبیر جلد اص ٢٠٨، کنز العمال حدیث نمبر ٢٠٨٩٣، مجمع الزوائد جلد اص ٣٢٨ (ادارہ)]۔

اور بے شک اپنے مسلمان بھائی کے لئے ایسا عمل کرنا جو عذاب سے منجی ہو شارع جل وعلا کو محبوب و مرغوب ہے۔ مولانا علی قاری رحمہ الباری ''شرح عین العلم'' میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح وُدعائے رحمت ومغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں: **فَاِنَّ الْاَذْکَارَ کُلَّھَا نَافِعَۃٌ لَّہٗ فِیْ تِلْکَ الدَّارِ** ۳۳؎ ''کہ ذکر جس قدر ہیں، سب میّت کے لئے قبر میں نفع بخش ہیں۔''

اِمام بدر الدین ''عینی'' رحمہ اللہ تعالیٰ شرح صحیح بخاری میں زیر باب **موعظۃ المحدث عند القبر** فرماتے ہیں: **وَاَمَّا مَصْلِحَۃُ الْمَیِّتُ فَمِثْلُ مَا اِذَا اجْتَمَعُوْا عِنْدَہٗ الْقِرَاۗۃَ الْقُرْاٰنِ وَالذِّکْرِ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یَنْتَفِعُ بِہٖ** ۳۴؎ ''اور میّت کے لئے اِس میں مصلحت ہے کہ مسلمان اُس کی قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں، ذکر کریں تو میّت کو اِس سے نفع ہوتا ہے''۔

## گیارہویں دلیل:

یارب مگر اذان ذکر محبوب نہیں یا مسلمان بھائی کو نفع ملنا شرعاً مرغوب نہیں۔
اذان ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باعث نزولِ رحمت ہے۔

اولاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر عینِ ذکرِ خدا ہے۔ امام ابن عطا رحمہ اللہ تعالیٰ پھر امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہما ائمہ کرام تفسیر **قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ** میں فرماتے ہیں: **جَعَلْتُکَ ذِکْراً مِّنْ ذِکْرِیْ فَمَنْ ذَکَرَکَ فَقَدْ ذَکَرَنِیْ** ۳۵؎ ''میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے۔''

اور ذکرِ الٰہی بلاشبہ رحمت اترنے کا باعث ہے، صحیح حدیث شریف میں ہے۔
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں: **حَفَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ** ۳۶؎ ''انہیں ملائکہ گھیر

---

۳۳؎ شرح عین العلم لملا علی قادری مع عین العلم الباب الثامن فی الصحبۃ والمؤلفۃ مطبوعہ امرت پریس لاہور ص ۳۳۲۔ مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور ص ۱۶۶۔ ۳۴؎ عمدۃ القاری شرح البخاری باب موعظۃ المحدث عند القبر مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۸/۱۸۶۔ ۳۵؎ القرآن ۹۴/۴۔ ۳۶؎ نسیم الریاض شرح الشفاء زیر آیت مذکور مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۱۲۵۔

لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور اُن پر سکینہ اور چین اترتا ہے"۔

اِسے امام مسلم اور امام ترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ثانیاً ہر محبوبِ خدا کا ذکر محلِ نزولِ رحمت ہے۔ امام سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: عِنۡدَ ذِکۡرِ الصَّالِحِیۡنَ تنۡزِلُ الرَّحۡمَة [۳۷] "نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی اترتی ہے"۔

ابوجعفر بن حمدان رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوعمرو بن نجید رحمہ اللہ تعالیٰ سے اِسے بیان کر کے فرمایا: فَرَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ رَأۡسَ الصَّالِحِیۡنَ [۳۸] "تو رسول اللہ ﷺ تو سب صالحین کے سردار ہیں"۔

پس بلاشبہ جہاں اذان ہوگی وہاں رحمت اُترے گی اور مسلمان بھائی کے لئے وہ فعل جو باعثِ نزولِ رحمت ہو شرع پسند ہے نہ کہ ممنوع۔

## بارہویں دلیل:

خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ مُردے کو اُس نئے تنگ و تار مکان میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیۡ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ [۳۹] "مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے یقیناً میرا رب بخشش فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے"۔ اور اذان دافع وحشت و باعثِ اطمینانِ خاطر ہے کہ وہ ذکرِ خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ [۴۰]

سن لو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ذکر سے دل چین پاتے ہیں۔

ابونعیم و ابن عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: نَزَلَ اٰدَمُ بِالۡهِنۡدِ فَاسۡتَوۡحَشَ

---

[۳۷] مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۴۵/۲، [شرح السنۃ جلد ۳ ص ۶۳، درمنثور جلد ا ص ۱۵۰، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۰۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۲۴، مشکوٰۃ ص ۲۲۶۱، مرقاۃ جلد ۵ ص ۱۳۶ (ادارہ)]۔ [۳۸] اتحاف السادۃ المتقین الفائدۃ الثانیۃ التخلص بالعزلۃ علی المعاصی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۵۰/۶۔ [۳۹] القرآن ۵۳/۱۲۔
[۴۰] القرآن ۲۸/۱۳۔

فَنَزَلَ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَنَادٰى بِالْاَذَانِ [۴۱] ”جب آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان میں اُترے تو اُنہیں گھبراہٹ ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اُتر کر اذان دی۔“

پھر ہم اِس غریب کی تسکین خاطر ودفع توحش کو اذان دیں تو کیا بُرا کریں حاشا بلکہ مسلمان خصوصاً ایسے بیکس کی اعانت حضرت حق عزوجل کو نہایت پسند، حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اَللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ [۴۲] ”اللہ (تبارک وتعالیٰ) بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی (مسلمانوں) کی مدد میں ہے“۔

اِسے مسلم، ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [۴۳] رَوَاهُ الشَّيْخَانُ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ”جو اپنے مسلمان بھائی کے کام میں ہو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دُور کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اُس پر سے دور فرمائے گا“۔ اِسے بخاری ومسلم اور ابوداوٗد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

## تیرھویں دلیل:

مسند الفردوس میں حضرت جناب امیر المؤمنین مولی المسلمین سیّدنا علی

---

[۴۱] حلیۃ الاولیاء مرویات عمرو بن قیس الملائی نمبر ۲۹۹ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۵/۱۰۷، [درمنثور جلد ا ص ۵۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۲۱۳۹ (ادارہ)]۔ [۴۲] مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۳۴۵، [ترمذی حدیث نمبر ۱۴۲۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۲، مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۳۸۳، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۹۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۰۴، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۵۶۰، مرقاۃ جلد ا ص ۴۱۳ (ادارہ)]۔ [۴۳] صحیح البخاری باب لا یظلم المسلم المسلم من ابواب المظالم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۳۰۔

مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے: **قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ ﷺ حَزِیْنًا فَقَالَ یَا ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِنِّیْ اَرَاکَ حَزِیْنًا فَاْمُرْ بَعْضَ اَھْلِکَ یُؤَذِّنُ فِیْ اُذُنِکَ فَاِنَّہٗ دَرْءُ الْھَمِّ** [۴۴] ''فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے غمگین دیکھا تو اِرشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے، اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔''

مولیٰ علی اور مولیٰ علی تک جس قدر اِس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا: **فجربته فوجدته کذلک** (ہم نے اِسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا) **ذکرہ ابن حجر کما فی المرقاۃ** (اِس کا تذکرہ حافظ ابنِ حجر نے کیا، جیسا کہ مرقات میں ہے) اور خود معلوم اور حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ میّت اُس وقت کیسے حزن و غم کی حالت میں ہوتی ہے مگر وہ خاص عباد اللہ اکابر اولیاء اللہ جو مرگ کو دیکھ کر **مرحبا بحبیب جاء علی فاقۃ** (خوش آمدید اس محبوب کو جو بہت دیر سے آیا۔) فرماتے ہیں، تو اِس کے دفع غم والم کے لئے اگر اذان سنائی جائے کیا شرعی عذر لازم آتا ہے، ماشاءاللہ بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے برابر اللہ عزّوجل کو فرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں۔ امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ ''معجم کبیر'' و ''معجم اوسط'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راویت ہیں کہ حضور پُرنور ﷺ فرماتے ہیں: **اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ** [۴۵] ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ محبوب (عمل) مسلمان کو خوش کرنا ہے۔''

اِنھی دونوں میں حضرت امام ابن الامام سیّدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں: **اِنَّ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَۃِ اِدْخَالُکَ السُّرُوْرُ عَلٰی اَخِیْکَ الْمُسْلِمِ** [۴۶] ''تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔ بے شک موجبات مغفرت سے ہے''۔

---

[۴۴] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب الاذان مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۴۹/۲ [۴۵] المعجم الکبیر مرویات عبداللہ بن عباس حدیث نمبر ۱۱۰۷۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۷۱/۱۱ [۴۶] المعجم الکبیر مرویات حسن بن علی حدیث ۲۷۳۱۔۲۷۳۸ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/۸۵،۸۳۔

## چودھویں دلیل:

**قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْرًا کَثِیْرًا** ۴۷؎ ”اے ایمان والو! اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰهِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ** ۴۸؎ ”اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر اس درجہ ذکر بکثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں۔“ اِسے احمد، ابویعلیٰ، ابن حبان حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے اِسے صحیح اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حسن قرار دیا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: **اُذْکُرِ اللّٰهَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّشَجَرٍ** ۴۹؎
”ہر سنگ وشجر پتھر اور درخت کے پاس اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر کر۔“

اِسے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”کتاب الزہد“ اور طبرانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ”معجم کبیر“ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: **لَمْ یَفْرِضِ اللّٰهُ عَلٰی عِبَادِهٖ فَرِیْضَةً اِلَّا جَعَلَ لَهَا حَدًّا مَعْلُوْمًا ثُمَّ عَذَرَ اَهْلَهَا فِیْ حَالِ الْعُذْرِ غَیْرِ الذِّکْرِ فَاِنَّهٗ لَمْ یَجْعَلْ لَهٗ حَدًّا اِنْتَهٰی اِلَیْهِ وَلَمْ یُعَذِّرْ اَحَدًا فِیْ تَرْکِهٖ اِلَّا مَغْلُوْبًا عَلٰی عَقْلِهٖ وَاَمَرَهُمْ بِهٖ فِی الْاَحْوَالِ کُلِّهَا** ۵۰؎ ”اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اُس کے لئے ایک حد معیّن کر دی پھر عذر کی حالت میں لوگوں کو اُس سے

---

۴۷؎ القرآن ۴۱/۳۳۔ ۴۸؎ مسند احمد بن حنبل من مسند ابی سعید الخذری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۶۸/۳، ۷۱[مستدرک حاکم جلد احدیث نمبر ۴۹۹، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۷۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۹۹، کنز العمال حدیث نمبر ۱۷۵۳ (ادارہ)]۔ ۴۹؎ المعجم الکبیر مرویات معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۵۹/۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ا ص ۳۲۸ (ادارہ)۔ ۵۰؎ تفسیر البغوی المعروف بہ معالم التنزیل مع تفسیر خازن زیر آیت مذکورہ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۲۶۵/۵۔ نوٹ تفسیر معالم التنزیل سے حوالہ دیا گیا ہے الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم یہی ہے جو اعلیٰ حضرت نے بیان کیا ہے۔ نذیر احمد۔

معذور رکھا سوا ذکر کے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اِس کے لئے کوئی حد نہ رکھی جس پر انتہا ہو اور نہ کسی کو اِس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا''۔

اِن (یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) کا شاگرد امام مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلذِّکْرُ الْکَثِیْرُ اَنْ لَا یَتَنَاھِی اَبَدًا ۵۱؎ ''ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو''۔

ذَکَرَھُمَا فِی الْمُعَالِمِ وَغَیْرِھَا (معالم وغیرہ میں اِن دونوں کا ذکر ہے۔) تو ذکرِ الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب مرغوب ومطلوب مندوب ہے جس سے ہرگز ممانعت نہیں ہوسکتی جب تک کسی خصوصیت خاصہ میں کوئی نہی شرعی نہ آئی ہو اور اذان بھی قطعاً ذکرِ خدا ہے پھر خدا جانے کہ ذکرِ خدا سے ممانعت کی وجہ کیا ہے؟ ہمیں حکم ہے کہ ہر سنگ (پتھر) اور درخت کے پاس ذکرِ الٰہی کریں' قبرِ مومن کے پتھر کیا اِس کے حکم سے خارج ہیں؟ خصوصاً بعد دفن ذکرِ خدا کرنا تو خود حدیثوں سے ثابت اور بتصریح ائمہ دین مستحب ولہٰذا امام اجل ابوسلیمان خطابی (رحمہ اللہ تعالیٰ) دربارہ تلقین فرماتے ہیں: لَا نَجِدُلَہٗ حَدِیْثًا مَشْھُوْرًا وَلَا بَاْسَ بِہٖ اِذْ لَیْسَ فِیْ اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلٰی قَوْلِہٖ وَکُلُّ ذٰلِکَ حَسَنٌ ۵۲؎ ''ہم اِس میں کوئی مشہور حدیث نہیں پاتے اور اِس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اِس میں نہی ہے مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر اور یہ سب کچھ محمود ہے''۔

## پندرھویں دلیل:

امام اجل ابوزکریا نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح صحیح مسلم ''کتاب الاذکار'' میں فرماتے ہیں: یُسْتَحَبُّ اَنْ یَّقْعَدَ عِنْدَ الْقَبْرِ بَعْدَ الْفَرَاغِ سَاعَۃً قَدْرِ مَا یُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَ یُقْسَمُ لَحْمُھَا، وَیَشْتَغِلُ الْقَاعِدُوْنَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ وَالدُّعَآءِ لِلْمَیِّتِ الْوَعْظِ وَحِکَایَاتِ اَھْلِ الْخَیْرِ، وَاَحْوَالِ الصَّالِحِیْنَ ۵۳؎ ''مستحب ہے کہ دفن سے فارغ ہوکر ایک ساعت (کے لئے)

---

۵۱؎ ایضاً۔ ۵۲؎ امام اجل ابوسلیمان خطابی۔ ۵۳؎ الاذکار المنتخبہ من کلام سید الابرار باب ما یقول بعد الدفن مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۱۴۷۔

قبر کے پاس بیٹھیں۔اتنی دیر کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اُس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآنِ مجید کی تلاوت اور میّت کے لئے دُعا اور وعظ و نصیحت اور نیک بندوں کے ذکر وحکایات کے بیان میں مشغول رہیں''۔

بے شک شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ''لمعات شرح مشکوٰۃ میں زیرحدیث امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فقیر نے چھٹی دلیل میں ذکر کی' فرماتے ہیں: قَدْ سَمِعْتُ عَنْ بَعْضِ الْعُلَمَآءِ اَنَّهٗ يُسْتَحِبُّ ذِكْرَ مَسْئَلَةٍ مِنَ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ [۵۴] ''یعنی تحقیق میں نے بعض علماء سے سنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی فقہی مسئلہ کا ذکر مستحب ہے''۔

''اشعۃ اللمعات'' (شرح فارسی) مشکوٰۃ میں اِس کی وجہ فرماتے ہیں کہ باعثِ نزولِ رحمت ست۔(نزولِ رحمت کا سبب ہے۔) اور فرماتے ہیں: مناسب حال ذکر مسئلہ فرائض ست (ذکر مسئلہ فرائض مناسب حال بہتر ہے۔) اور فرماتے ہیں: اگر ختم قرآن کنند اولٰی وافضل باشد [۵۵] (اگر قرآن پاک ختم کریں تو یہ اولٰی اور بہتر ہے۔) جب علمائے کرام نے حکایات اہل خیر و تذکرہ صالحین و ختم قرآن و بیان مسئلہ فقہیہ و ذکر فرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ اِن میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں ہے بلکہ وجہ صرف وہی ہے کہ میّت کو نزولِ رحمت کی حاجت اور اِن امور میں اُمیدِ نزولِ رحمت ہے تو اذان کہ بشہادتِ احادیث' موجبِ نزولِ رحمت و دفع عذاب ہے کیونکر جائز مستحب نہ ہوگی۔

بحمد اللہ یہ پندرہ دلیلیں ہیں کہ چند ساعت میں فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوئیں ناظر منصف جانے گا کہ اِن میں اکثر تو محض استخراجِ فقیر ہیں اور باقی کے بعض مقدمات اگرچہ بعض اجلہ اہل سنّت و جماعت رحمھم اللہ تعالٰی کے کلام میں مذکور مگر فقیر غفر اللہ تعالٰی نے تکمیل ترتیب و تسجیلِ تقریب سے ہر مقدمہ منفردہ کو دلیلِ کامل اور ہر مذکورِ ضمنی کو مقصودِ مستقل کردیا والحمد للہ رب العالمین (سب تعریف اللہ

---

[۵۴] لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبۃ المعارف العلمیہ لاہور ۱/۲۰۰۔[۵۵] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۰۱۔

تبارک وتعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔) بااینہمہ ؎

**لَا شَکَّ اِنَّ الْفَضْلَ لِلْمُتَقَدِّمِ**

(بے شک بزرگی پہل کرنے والے کے لئے ہے۔)

ہم پر اُن اکابر کا شکر واجب ہے جنہوں نے اپنی تلاش وکوشش سے بہت کچھ متفرق کو یکجا کیا اور اِس دشوار کام کو ہم پر آسان کر دیا **جَزَاھُمُ اللّٰہُ عَنَّا وَعَنِ الْاِسْلَامِ وَالسُّنَّةِ خَیْرُ جَزَاءً وَشُکْرُ مَسَاعِیْھِمِ الْجَمِیْلَةِ فِیْ حَمَایَةِ الْمِلَّةِ الْغَرَاءِ وَنِکَایَةَ الْفِتْنَةِ الْعَوْرَاءِ وَھُنَأَھُمْ بِفَضْلِ رَسُوْلِ نَفِیْ عَلٰی حَمِیْدٍ رَضِیَ یَوْمَ الْقَضَآءِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْاَطَائِبِ الْکُرَمَاءِ آمین!**

# تنبیہاتِ جلیلہ

## تنبیہ اوّل:

ہمارے کلام پر مطلع ہونے والا عظمتِ رحمت الٰہی پر نظر کرے کہ اذان میں انشاءاللہ الرحمٰن اُس میّت اور اِن احیا کے لئے کتنے منافع ہیں، سات فائدے میّت کے لئے:

(۱) بحولہ تعالیٰ شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

(۲) بدولتِ تکبیر عذابِ نار سے اَمان۔

(۳) جوابِ سوالات کا یاد آجانا۔

(۴) ذکرِ اذان کے باعث عذابِ قبر سے نجات پانا۔

(۵) بہ برکت ذکرِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نزولِ رحمت۔

(٦) بدولتِ اذان دفع وحشت۔

---

؎ بالجملہ بحمداللہ تعالیٰ اِن دلائل جلائل نے کالشّمس فی وسط السماء واضع کر دیا اِس اذان کا جواز بلکہ استحباب یقینی بلکہ بنظرِ عمومات شرح بوجوہ کثیرہ فرد سنّت ہے شاید وہ بعض علماء جنہوں نے اِس کی سُنّت ہونے کی تصریح فرمائی جن کا قول امام ابن حجر مکی وعلامہ خیر رملی رحمہما اللہ تعالیٰ نے نقل کیا یہی معنی مراد لیتے ہیں کہ فرد سُنّت ہے نہ کہ فرداً سُنّت ولہٰذا مناسب ہے کہ کبھی کبھی ترک بھی کریں۔ اگر اوہام عوام معنی ثانی کی طرف جاتے سمجھیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۷) زوالِ غم وسرور وفرحت۔

اور پندرہ اَحیا کے لئے' سات تو یہی' سات منافع اپنے بھائی مسلمان کو پہنچانا کہ ہر نفع رسانی جدا حسنہ ہے اور ہر حسنہ کم سے کم دس نیکیاں' پھر نفع رسانی مسلم کی منفعتیں خدا ہی جانتا ہے۔

(۸) میّت کے لئے تدبیر دفع شیطان سے اِتباعِ سُنّت۔

(۹) تدبیرِ آسانی جواب سے اتباعِ سُنّت۔

(۱۰) دُعا عندالقبر سے اتباعِ سُنّت۔

(۱۱) بقصدِ نفع میّت، قبر کے پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سُنّت۔

(۱۲) مطلق ذکر کے فوائد ملنا جن سے قرآن وحدیث مالا مال۔

(۱۳) ذکرِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا۔

(۱۴) مطلق دُعا کے فضائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغزِ عبادت فرمایا۔

(۱۵) مطلق اذان کے برکات ملنا جنہیں منتہائے آواز تک مغفرت اور تر وخشک کی استغفار وشہادت اور دِلوں کو صبر وسکون وراحت ہے اور لُطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ' اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ' اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ' حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ' حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں' میّت کے لئے وہ سات فائدے اور اَحیا کے لئے پندرہ' اِنہیں سات اور پندرہ کے برکات ہیں وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تعجب کرتا ہوں کہ حضراتِ مانعین نے میّت واَحیا کو اِن فوائد جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع سمجھا ہے۔ ہمیں تو مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْفَعَ اَخَاہُ فَلْیَنْفَعْہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ۵۶

''تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو کوئی نفع پہنچائے تو لازم ومناسب ہے کہ پہنچائے''۔ اِسے (امام) احمد اور (امام) مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے

---

۵۶ مسلم باب استحباب الرقیۃ من العین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۴' [مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۵' ۳۴۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۴۷' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۹۳' کنز العمال ۲۸۳۷۰ (ادارہ)]۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

پھر خدا جانے اِس اجازت کلی کے بعد جب تک خاص جزئیہ کی شرع میں نہی نہ ہو ممانعت کہاں سے کی جاتی ہے؟ واللہ الموافق

## تنبیہہ دوم

حدیث شریف میں ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ [۵۷] ''مسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے''۔

اِسے (اِمام) بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، (اِمام) طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''معجم کبیر'' میں (حضرت) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور بے شک جو علم نیّت جانتا ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے۔ مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بے شک اُس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے۔

(۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

(۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

(۳) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

(۴) داعی اللہ کی اَجابت کرتا ہوں۔

(۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

(۶) مسجد سے خس وخاشاک وغیرہ دُور کروں گا۔

(۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی بہ پر اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیّت کر لے۔ انتظار نماز وادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

(۸) امرِ الٰہی خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ [۵۸] (اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔) امتثال کو جاتا ہوں۔

---

[۵۷] المعجم الکبیر مرویات سہل الساعدی حدیث نمبر ۵۹۴۲ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۶/۱۸۵

[۵۸] القرآن ۷/۳۱۔

(۹) جو وہاں علم والا ملے گا اُس سے مسائل پوچھوں گا دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(۱۰) جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا دین سکھاؤں گا۔

(۱۱) جو علم میں میرے برابر ہوگا اُس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(۱۲) علماء کی زیارت۔

(۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار۔

(۱۴) دوستوں سے ملاقات۔

(۱۵) مسلمانوں سے میل۔

(۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے اُن سے بکشادہ پیشانی مل کر صلہ رحم کرونگا۔

(۱۷) اہل اسلام کو سلام۔

(۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(۱۹) اُن کے سلام کا جواب دوں گا۔

(۲۰) نماز با جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(۲۱۔۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کروں گا۔ **بِسْمِ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ**

(۲۳۔۲۴) دخول وخروج میں حضور، آلِ حضور وازواجِ حضور پر دُرود شریف بھیجوں گا۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ**

(۲۵) بیمار کی مزاج پرسی کروں گا۔

(۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

(۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اُس نے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** کہا اُسے **یَرْحَمُکَ اللّٰهُ** کہوں گا۔

(۲۸۔۲۹) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کروں گا۔

(۳۰) نمازیوں کو وضو کے لئے پانی دوں گا۔

(۳۱۔۳۲) خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیّت کرے کہ

اذان واقامت کہوں گا۔اَب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیّت پر اذان واقامت کا ثواب پاچکا۔ **فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ** ۵۹ (اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے اجرعطافرمائے گا۔)

(۳۳) جوراہ بھولا ہوگا' راستہ بتاؤں گا۔

(۳۴) اَندھے کی دستگیری کروں گا۔

(۳۵) جنازہ ملاتو نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔

(۳۶) موقع پایاتو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

(۳۷) دومسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا۔

(۳۸۔۳۹) مسجد میں جاتے وقت دائیں اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباعِ سُنّت کروں گا۔

(۴۰) ۶۰ راہ میں جولکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کرادب سے رکھدوں گا۔**اِلٰی غَیرِ ذٰلِکَ مِنْ نِیَّاتٍ کَثِیْرَۃٍ** تو دیکھئے کہ جواِن ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنہ نماز کے لئے نہیں جاتا بلکہ اِن چالیس حسنات کے لئے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا۔اِسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہئے کہ اِن پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہرنیّت پر جداگانہ ثواب پائے اور اِن کے ساتھ یہ بھی ارادہ ہوکہ مجھے میّت کے لئے دُعا کا حکم ہے اِس کی اَجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اُس سے پہلے عمل صالح کی تقدیم چاہئے' یہ اَدب دُعا بجالاتا ہوں۔**اِلٰی غَیرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَسْتَخْرِجُہُ الْعَارِفُ النَّبِیْلُ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ اِلٰی سَوَاۗءِ السَّبِیْلِ** (اِن کے علاوہ دوسری نیتیں جن کو عارف اور عمدہ رائے استخراج کرسکتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔) بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر اِن منافع ونیات سے غافل ہیں۔وہ جو کچھ نیّت کرتے ہیں اُسی قدر پائیں گے۔

---

۵۹ القرآن ۴/۱۰۰۔ ۶۰ یہ چالیس نیّتیں ہیں جن میں چھتیس علماء نے اِرشاد فرمائیں اور چودہ فقیر احمد رضا نے بڑھائیں۔ ۲۵' ۲۶' ۲۷' ۲۸' ۲۹' ۳۱' ۳۲' ۳۳' ۳۴' ۳۵' ۳۷' ۳۸' ۳۹ اور ۴۰۔

فَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّانَوٰی ٦١ ''اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے نیّت کی''۔

## تنبیہہ سوم

جہال منکرین یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلامِ نماز کے لئے ہے یہاں کون سی نماز ہوگی جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے مگر یہ اُن کی جہالت اُنہیں کو زیب دیتی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض ومنافع ہیں اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع میں اذان مستحب فرمائی ہے ازانجملہ گوش مغموم میں اور دفع وحشت کو کہنا تو یہیں گزرا اور بچے کے کان میں اذان دیتا سنا ہی ہوگا۔ ٦٢ اِن کے سوا اور بہت مواقع ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنے ''رسالہ نسیم الصبا'' میں ذکر کی۔

## تنبیہہ چہارم

شرع مطہر کی اصل کُلّی ہے کہ جو امر مقاصدِ شرع سے مطابق ہو محمود ہے اور جو مخالف ہو مردود' اور حکم مطلق اِس کے تمام افراد میں جاری وساری' جب تک کسی خاص خصوصیت سے نہی شرع وارد نہ ہو تو بعد ثبوت حسنِ مطلق حسنِ مقید پر کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ حسنِ مطلق ہے۔ اُس پر دلیل قاطع اور بقاعدہ مناظرہ اثباتِ ممانعت ذمہ مانع' معہذ ا اصل اشیاء میں اباحت تو قائل جواز متمسک باصل ہے کہ اصلاً دلیل کی حاجت نہیں رکھتا' اجازت خصوصیت کو اجازت خاصہ وارد ہونے پر موقوف جاننا اور منع

---

٦١ مشکوٰۃ المصابیح خطبۃ الکتاب مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ١١' [بخاری حدیث نمبر ۵۴' مسلم حدیث نمبر ب ۱۹۰۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۲۰۱' نسائی حدیث نمبر ۷۵' ترمذی حدیث نمبر ۱۶۴۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۲۷' مسند احمد جلد ا ص ۲۵ (ادارہ)]۔ ٦٢ بعض احمق جاہل گوش مولود کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اس اذان کی نماز تو بعد موت مولود ہوتی ہے یعنی نماز جنازہ' یہ اذان جو قبر پر کہو گے اس کی نماز کہاں ہے؟ اذان گوش مولود کو نماز جنازہ کی اذان بتانا جیسی جہالت فاحشہ ہے خود ظاہر ہے مگر اِن کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے کہ نمازِ جنازہ جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنیٰ افعال نماز ہے ایک نماز روزِ محشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلیٰ افعالِ نماز ہے جس دن کشف ساق ہو گا اور مسلمان سجدے میں گریں گے منافق سجدہ نہ کرسکیں گے جس کا بیان قرآن عظیم سورہ ق شریف میں ہے قبر کی اذان اُس نماز کی اذان ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

خصوصیت کے لئے منع خاص وارد ہونے کی ضرورت نہ ماننا صرف تحکم وزبردستی ہی نہیں بلکہ دائرہ عقل ونقل سے خروج اور مطمورہ[۶۳] سفہ وجہل میں کامل دلوج ہے علمائے سُنّت شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم الجمیلہ ان سب مباحث کو اعلیٰ درجہ پر طے فرما چکے، ان تمام اصول جلیلہ رفیعہ ودیگر قواعد نافعہ بدیعہ کی تنقیح بالغ وتحقیق بازغ حضرت ختام المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ من معجزات سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین سیّد العلماء سند الکملا تاج الافاضل سراج الاماثل حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ ورزقنا برہ نے کتاب مستطاب ''اصول الرشاد لقمع مبانی الفسا'' دو کتاب لاجواب **اِذَاقَةُ الْاٰثَامِ لِمَا نِعِی عَمَلَ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامِ وَغَیْرِھَا** میں افادہ فرمائی اور فقیر نے بھی بقدر حاجت اپنے رسالہ **اِقَامَةُ الْقِیَامَةِ عَلٰی طَعَنِ الْقِیَامِ لِنَبِیِّ تِھَامِہٖ** ورسالہ **مُنِیْرُ الْعَیْنِ فِیْ حُکْمِ الْاِبْھَامَیْنِ** ورسالہ **نَسِیْمُ الصَّبَا حِیْ اَنَّ الْاَذَانَ یُحَوِّلُ الْوَبَآءِ وَغَیْرِھَا** تصانیف میں ذکر کی یہاں ان مباحث کے ایراد سے تطویل کی ضرورت نہیں، حضرات مخالفین باآنکہ ہزارہا بار گھر تک پہنچ چکے، اگر پھر ہمت فرمائیں گے انشاء اللہ العزیز وہ جواب باصواب پائیں گے جس کے انوارِ باہرہ ولمعات قاہرہ کے حضور باطل کی آنکھیں جھپکیں اور اُس کی سہانی روشنیوں ودلکشا تجلیوں سے حق وصواب کے نورانی چہرے چمکیں وباللہ التوفیق وہو المعین۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن اٰمِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہ یہ رسالہ آخر محرم ۱۳۰۷ھ سے دو جلسوں میں تمام ہو **وَاللہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ علمه جل مجدہ اتم واحکم**۔ تمت بالخیر

کتبہ: عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۳۰۱

محمدی سنی حنفی قادری

عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں

---

[۶۳] بے وقوفی اور جہالت کے گڑھے میں مکمل طور پر داخل ہونا ہے۔

## منیر احمد یوسفی (ایم-اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ’’سیدھا راستہ‘‘ لاہور کی تصنیف کردہ کتب

| نمبر شمار | نام کتب | ہدیہ | نمبر شمار | نام کتب | ہدیہ |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | ایصال ثواب | 40روپے | 19 | رمضان المبارک کے فضائل ومسائل | 40روپے |
| 2 | حدیث قسطنطنیہ | 30روپے | 20 | علاماتِ قیامت | 20روپے |
| 3 | حقوق زوجین (حصہ اوّل) | 120 روپے | 21 | امر بالمعروف ونہی عن المنکر | 30روپے |
| 4 | قُل شریف کیا ہے؟ | 30روپے | 22 | لیلۃ القدر عیدالفطراور مسائل فطر | 20روپے |
| 5 | عظیم قرآنی دُعائیں | 70روپے | 23 | مقدس دُعائیں | 40روپے |
| 6 | مسجداورامامت | 20روپے | 24 | والدین واولاد کے حقوق | 80روپے |
| 7 | مسائل قربانی | 30روپے | 25 | حج وعمرہ زیارت | 60روپے |
| 8 | عیدمیلادالنبی ﷺ | 40روپے | 26 | آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں! | 120 روپے |
| 9 | آخری چہارشنبہ | 20روپے | 27 | چالیسواں کیا ہے؟ | 40روپے |
| 10 | نکاح نصف دین ہے | 40روپے | 28 | یوسف مصر محبت | 150 روپے |
| 11 | ہمسایوں کے حقوق | 40روپے | 29 | استغفراللہ | 30روپے |
| 12 | ختم کے معانی | 30روپے | 30 | دعوت وتبلیغ | 10روپے |
| 13 | مجھے نماز سے پیار ہے | 40روپے | 31 | تاریخ وضواور مسائل | 60روپے |
| 14 | تحفۂ معراج شریف | 20روپے | 32 | شفاء بوسیلہ قرآنی مجید ومنزل | 20روپے |
| 15 | سجدۂ تعظیمی حرام ہے | 20روپے | 33 | آدابِ دُعا واوقات قبولیت | 80روپے |
| 16 | نماز مترجم | 40روپے | 34 | گیارہویں شریف کیا ہے؟ | 50روپے |
| 17 | داتا کون کون؟ | 70روپے | 35 | شعبان المعظم کی فضیلت | 50روپے |
| 18 | غسلِ میت | 20روپے | 36 | کفنِ میّت | 20روپے |

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977‘ بلاک بیIII‘ گجرپورہ سکیم لاہور۔ 6823128

WWW.SEEDHARASTA.COM